حضرت مولانا فضل محمد یوسفزئی *

امت مسلمہ متحد کیوں نہیں؟

مورخہ ۲۷ اگست ۲۰۰۱ء بروز پیر حضرت مولانا قاری طیب صاحب نقشبندی مدظلہ کے ہاں ضیافت کی ایک پروقار تقریب میں شرکت کا موقع ملا چونکہ ان کے ہاں انگلینڈ سے آئے ہوئے دو تحریک استحکام پاکستان کے مرکزی رہنما اکٹھے ہو گئے تھے اس لئے اس سنہری موقع میں دیار غیر میں رہنے والے ہزاروں میل دور کے احباب سے کچھ سننے کا موقع ملا' کھانے کے بعد چائے کی نشست میں اس وفد کے رہنما جناب عبدالکریم ثاقب صاحب نے برطانیہ کے مسلمانوں کے حوالے سے مفید باتیں سنائیں' ان کے لب ولہجہ میں وقار' سنجیدگی اور درد تھا۔ شرکاء مجلس نے دوران گفتگو میں امت مسلمہ کے اتحاد و اتفاق کی ضرورت پر زور دیا' اور خصوصاً اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی کہ ''مذہبی فرقے اگر اکٹھے ہو گئے تو امت مسلمہ انتشار سے بچ جائے گی اور مکمل اتحاد قائم ہو جائے گا''

میرے کانوں میں یہ بات پہلی بار نہیں پڑی بلکہ بارہا بااثر اہل دنیا اور دنیاوی تعلیم یافتہ طبقوں کے افراد سے یہ بات سننے کو ملی' لیکن اس بار نہ معلوم میرے دماغ کو ان باتوں سے ایسا جھٹکا لگا کہ گویا دماغ کی ساری بند کھڑکیاں ایک دم کھل گئیں اور مجلس کی نشست جب برخاست ہوئی تو میرے جسم پر یہی بات حاوی تھی اور گھر پہنچتے پہنچتے میرے ذہن نے عالم اسلام پر ایک طائرانہ نظر دوڑائی جس سے میں اس مشکل کی ایک تہہ اور ایک حقیقت تک پہنچا اسی کو ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

دراصل مسلمانوں کے اعلیٰ اور متوسط' دونوں طبقوں نے امت مسلمہ کے امراض کو دیکھ کر فریاد تو کی لیکن مرض کے اسباب پر غور نہیں کیا نتیجہ کی تھرڈ پوزیشن کو دیکھ کر افسوس تو کیا لیکن اس حد تک گرنے کے اسباب کو تلاش نہیں کیا۔ فرقہ واریت کو تو دیکھا لیکن اس کی وجوہات کو نہیں دیکھا۔ امت مسلمہ کے افتراق و انتشار کو تو دیکھا لیکن اسکے عوامل پر غور نہیں کیا۔ گویا انہوں نے شعوری یا غیر شعوری طور پر مرض اور گراوٹ اور فرقہ واریت کو خود اصل سمجھا اور اس کو کسی اور چیز کا اثر اور نتیجہ تصور نہیں کیا' اس لئے ان کے دماغ سے اصل اسباب اوجھل رہے' اور غصب گرانے اور جھڑ کنے ٹوکنے کے لئے اس چیز کو نشانہ بنانے لگے جو درحقیقت کسی اور کوتاہی کا لازمہ نتیجہ تھی' گویا درخت کی جڑوں کا غصہ شاخوں پر اتارنے لگے جس سے اصل مجرم کے بجائے بے گناہ یا کم گناہ والے پر سارا نزلہ گرا دیا۔

---

* استاذ جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی

افتراق امت کا اصل سبب

یہاں اس حقیقت سے اہل علم حضرات بخوبی واقف ہیں اور با اثر اہل دنیا بھی اس کا انکار نہیں کر سکتے کہ امت مسلمہ کے اتحاد و اتفاق کی بنیاد اسلامی خلافت اور وحدت مملکت پر قائم ہے اور پوری دنیا پر مسلمانوں کی ایک حکومت ایک بادشاہت اور ایک مملکت۔ اسلام کا حکم اور اسلامی تصور ہے اگر حکومت ایک نہیں بادشاہ ایک نہیں تو بنیادی طور پر امت مسلمہ کے لئے یہی انتشار و افتراق اور نفاق کی سب سے بڑی علامت ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے آفاقی کلام قرآن عظیم میں ہمیں ایک حاکم ایک حکومت اور ایک خلافت کی تعلیم دیتا ہے، احادیث مقدسہ ہمیں ایک حاکم ایک خلافت اور ایک خلیفہ کی تعلیم دیتی ہیں۔ اور اس میں دو یا تین کو حرام قرار دیتی ہیں، قرآن ہمیں اس شخص سے لڑنے کا حکم دیتا ہے جو خلافت اور حکومت کی اکائی کو تقسیم کر کے بغاوت کرتا ہے احادث ہمیں اس شخص کے قتل کرنے کا حکم دیتی ہیں جو وحدت امت کی اکائی خلافت میں افتراق و نفاق پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے، اجماع امت اور فقہ اسلامی ہمیں ایسے شخص کی تادیب و تعذیب کا پابند بناتے ہیں جو امت مسلمہ کے اتحاد میں حکومتی سطح پر انتشار کا ذریعہ بنتا رہے۔ امت مسلمہ کے عقلمندوں، فلاسفروں اور دانشوروں نے ہمیں یہ سبق دیا ہے۔

ہے زندہ فقط وحدت افکار سے ملت
وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد
وحدت کی حفاظت نہیں بے قوت و بازو
آتی نہیں کچھ کام یہاں عقل خداداد

ایک طرف تو اتحاد و اتفاق کے لئے اسلام کے یہ واجبی احکامات اور لازمی دفعات ہیں اور دوسری طرف سطح عالم پر ہمارا حکومتی افتراق و انتشار ہے، گویا حکومتی سطح پر ہم پورے عالم اسلام میں جس انتشار کا شکار ہیں اس سے ہمارے اتحاد کا تعمیر کردہ بلند و بالا محل زمین بوس ہو گیا ہے اب ہم گرے ہوئے مکان کے ملبہ پر کھڑے بے گھر افراد کی طرح اس منتشر ملبہ میں جوڑ توڑ اور اتحاد و اتفاق اور قوت و محبت پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو ناممکن ہے کیونکہ ہم مکان و محل بنانے کے بجائے ملبہ پر رو رہے ہیں اور انتشار و افتراق کا اصل سبب تباہی مکان کی اصلاح کی بجائے ایک دوسرے کو ملزم ٹھہرا رہے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ افتراق امت کا اصل سبب مسلمانوں کی خلافت کا ٹوٹنا ہے، جب حکومتوں میں عالمی انتشار و افتراق و نفاق پیدا ہو گیا تو امت مسلمہ کا شترِ بے مہار کی طرح منتشر ہونا لازمی امر تھا۔

افتراق و انتشار کا ذمہ دار کون؟

اب آیئے اور دیکھئے کہ مسلمانوں کے اس افتراق و انتشار کے اصل ذمہ دار کون ہیں۔

ہم یہود و نصاریٰ کو اسکا ذمہ دار ٹھہرا ٹھہرا کر تھک گئے مگر فائدہ پھر بھی نہیں ہوا، مانہ کہ یہود و نصاریٰ بھی اس انتشار و افتراق پیدا کرنے کے ذمہ داروں میں سے ہیں، لیکن اہل عقل و دانش کے خیال میں اس افتراق کے صل ذمہ

دار خود کلمہ گو مسلمان حکمران ہیں' انہوں نے دس اینٹ کی حکومت بنا کر خود بادشاہ بن بیٹھے اور امت مسلمہ کی متحد قوت کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا جمہوریت کے نام پر دشمن نے ان کو نفاق کا علمبردار بنا دیا کیونکہ افتراق و نفاق جمہوریت کا دوسرا نام ہے جزیرہ عرب کو لیجئے وہاں کتنی حکومتیں اور کتنی بادشاہتیں ہیں' متحدہ عرب امارات میں سات حکومتیں بن گئیں۔ اور سات بادشاہ وجود میں آ گئے۔ پھر انہوں نے جب اپنی حکومت کی سرحدات کو دیکھا تو خود شرم سے ان کے سر جھک گئے' تب انہوں نے خفت مٹانے کے لئے اس کا نام متحدہ عرب امارات رکھ دیا' یعنی مشترکہ حکومتیں' یہ اس لئے کہ عالمی برادری میں وہ شرم کے مارے منہ دکھانے کا قابل نہ تھے' ان کی بعض تین حکومتیں اس وقت کراچی کے ایک شہر کے برابر نہیں' کیا یہ افتراق حکمرانوں نے پیدا کیا ہے یا اس کا ذمہ دار مذہبی فرقے ہیں؟؟ حالانکہ مذہبی فرقے خود ایک اسلامی خلافت اور مسلم گورنمنٹ کے ماتحت تشکیل شدہ معاشرہ کے افراد ہوتے ہیں لہذا ہر عقلمند اس کو جانتا ہے کہ اصل افتراق ونفاق کے ذمہ دار کلمہ گو حکمرانوں کا یہی لشکر ہے' فرض کر لو مذہبی فرقے متحد ہونا چاہتے ہیں تو ہمیں بتاؤ ہم کس کے جھنڈے کے نیچے اکٹھے ہو جائیں' پاکستان کے مذہبی لوگ سعودیہ کے مذہبی لوگوں سے کیا مل بیٹھ سکتے ہیں؟ بلکہ پندرہ دن کے بعد وہ ایک دن ویزہ کے بغیر وہاں نہیں رہ سکتے۔ یہ افتراق ونفاق اور یہ انتشار و خلفشار آخر کس نے پیدا کیا ہے؟ مسلمان ممالک اس دنیا میں ۵۰ اور ۵۵ کے درمیان ہیں کیا کوئی حکومت اس دنیا میں ایسی ہے جہاں کوئی مسلمان سر چھپانے یا عبادت کرنے یا مقدس مقامات کی زیارت کرنے کے لئے اپنے ٹکٹ اور اپنے خرچ پر بغیر پاسپورٹ اور ویزہ کے جا سکے؟ یہ مسلمانوں کو پارہ پارہ کرنے اور ایک دوسرے سے ان کی متحدہ قومیت الگ کرنے کی گہری حکومتی سازش نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا اس افتراق کے ذمہ دار علماء یا مذہبی فرقے ہیں؟ یا خود لشکر حکمران ہیں؟

ع　　ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

یورپ والوں نے اپنے کئی ملکوں کو اکٹھا کر رکھا ہے نہ وہاں الگ ویزہ کی ضرورت ہے نہ ان کے آنے جانے پر پابندی ہے اور اب وہ اپنی کرنسی کو ایک بنا رہے ہیں۔ باوجودیکہ ان کی الگ حکومتیں ہیں لیکن انہوں نے بین الاقوامی قوانین ایسے بنائے ہیں کہ وہ اس سے متحد ہو گئے ہیں اور وہ آج کل اپنے آپ کو عالمی برادری دولت مشترکہ' اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل جیسے اتحادی ناموں سے یاد کرتے ہیں اور ہم ہیں کہ بھیڑ بکریوں کی طرح بغیر چرواہے کے ظالم بھیڑیوں کے رحم و کرم پر متفرق ومنتشر بے یار و مددگار پڑے ہوئے ہیں' نہ ہماری فریاد سننے کے لئے کوئی حاکم ہے نہ کوئی حکومت ہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہے
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

مسلمان ترس رہے ہیں کہ کاش ہماری ایک خلافت ہوتی' ہمارا ایک خلیفہ ہوتا' کاش ہماری ایک بادشاہت ہوتی' کاش ہمارا ایک بادشاہ ہوتا جس کی بات پوری دنیا کے مسلمانوں کی بات ہوتی جس میں وزن ہوتا جس میں

عظمت ہوتی جس میں شجاعت ہوتی جس کی وجہ سے اقوام متحدہ میں ان کی حیثیت ہوتی عالمی برادری میں ان کی قیمت ہوتی ویٹو پاور میں ان کا مقام ہوتا سلامتی کونسل میں اس کا نام ہوتا۔

ان تمام عظمتوں سے محرومی کا واحد سبب مسلمان حکمرانوں کا افتراق ونفاق اوران کا انتشار وخلفشار ہے یہ خود ایک دوسرے کے دشمن ہیں' عراق کو امریکہ مار رہا ہے لیکن وہ لیبیا سے اتحاد کے لئے تیار نہیں' سوڈان افغانستان سے اتفاق واتحاد کے لئے تیار نہیں' یعنی اپنے جانی دشمن سے بچاؤ کے لئے اپنے مسلم بھائی کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کے لئے تیار نہیں' اسی طرح مسلمانوں کے دوسرے حکمرانوں کے حالات ہیں لہذا امت مسلمہ کے پارہ پارہ کرنے کے اصل ذمہ دار دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی یہی کلمہ گو حکمران ہیں۔

لیکن جب بھی کوئی محفل سجتی ہے تو بڑی ڈھٹائی سے کھل کر یہ بات کہتے ہیں کہ ہمیں فرقہ واریت نے کھالیا۔ مذہبی گروہ بندیوں نے ہمیں تباہ کردیا' اپنی نااہلی پر ان خوشنما الفاظ کا خوبصورت خول چڑھا کر دنیا کو بے وقوف بنا رہے ہیں حالانکہ انہوں نے دس اینٹ کی حکومت بنا کر امت کے اتحاد کو پارہ پارہ کردیا خود بھی تباہ ہوگئے اور امت مسلمہ کو بھی تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔

ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

مندرجہ بالا سبب کے ساتھ انتشار اور افتراق ونفاق کا ایک بڑا سبب ان حکمرانوں کے ذہنی رجحانات ہیں' کیونکہ "الناس علی دین ملوکھم" کے اصول کے تحت عوام الناس بادشاہوں کے اشاروں اور ترجیحات و رجحانات پر چلتے ہیں اور بدقسمتی سے مسلمانوں کے یہ کلمہ گو حکمران دین اسلام سے اتنے دور اور اتنے بیزار ہیں کہ کھلے مجمعوں میں یہ اپنے آپ کو کھلے الفاظ میں مسلمان کہلانے کی جراءت نہیں کرسکتے ہیں' جب ذہنی طور پر یہ حکمران اپنے مستقبل کے بارے میں خود اتنے انتشار کا شکار ہیں تو یہ دوسروں کو آخر کس ہدف اور کس نصب العین پر جمع کرسکیں گے یہ تو اس مصرعہ کے مصداق ہیں۔

ع ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

اگر کوئی مسلمان ان حکمرانوں سے یہ پوچھ لے کہ یہ خود بتائیں کہ یہ مذہبی حوالے سے کیا ہیں اور ان کی پوزیشن کیا ہے تو یہ نہیں بتلاسکیں گے کہ یہ کیا ہیں جب وہ اپنے مذہب کے بارے میں اتنے انتشار کا شکار ہیں تو وہ دوسروں کو کیا متحد کرسکیں گے۔ خلاصہ یہ ہے کہ لشکر حکمران اور ان کی دس اینٹ کی الگ حکومت' ان کی جمہوریت کی تابعداری اور ان کا مذہب سے سیکولر ہونا یہ وہ اسباب ہیں جس نے عالم اسلام کے مسلمانوں کو پارہ پارہ کرکے رکھ دیا' آج کے دور میں اتفاق واتحاد کا نمونہ اگر کسی کو دیکھنا ہو تو وہ افغانستان کی طالبان اسلامی حکومت کو دیکھیں' وہاں پہلے کتنے فساد' کتنا خون خرابہ اور کتنی فرقہ واریت ومنافرت تھی لیکن جب اسلامی نظریاتی حکومت آئی اور عوام کو صحیح رخ مل گیا تو اب وہاں پر امن وامان ہے وہی عوام ہیں' نہ فساد ہے نہ ڈاکہ چوری ہے' نہ منافرت وفرقہ واریت ہے معلوم ہوا یہ غلط چیزیں غلط حکومتوں

کی پیداوار ہے اور انہیں بااثر اداروں سے مسلمانوں کو آگ لگی ہوئی ہے کسی اور سے کیا گلہ شکوہ کریں گے۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ہوسِ اقتدار نے ان کو مجنوں بنا دیا ہے اب ہر وقت وہ مسلمانوں کی زمین کے بٹوارہ کرنے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں تا کہ ایک ملک کے دس ملک بنا کر خود یہ بادشاہ بن جائیں اور ہمیشہ غیروں کے دست نگر بنے رہیں۔ بس ان کو اقتدار کی ناپیدار کرسی حاصل کرنے کی فکر لگی ہوئی ہے، بابا سعدیؒ نے نااہلوں کی اس انبوہ کے متعلق فرمایا۔

گربہ مِیر و سگ وزیر و موش را دیواں کنند
این چنیں ارکانِ دولت ملک را ویران کنند

میں مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ آئندہ فرقہ واریت کے ذمہ داران ۵۵ حکمرانوں کو ٹھہرائیں جو امت مسلمہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے اور مسلمانوں کی متحدہ قوت کو کمزور یا تباہ کرنے کے اصل ذمہ دار ہیں۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

بقیہ صفحہ نمبر ۱۲ سے

ان ھوا الا ذکر وقرآن مبین ۔ لینذر من کان حیا ویحق القول علی الکافرین (یٰسین:۶۹۔۷۰)

ترجمہ: یہ تو ایک تذکرہ اور واضح قرآن ہے تا کہ وہ ڈرائے اس کو جو (ذہنی اعتبار سے) زندہ ہے اور منکرین پر بات (حجت) پوری ہو جائے۔

لہذا اسلام کے علمبرداروں پر یہ شرعی فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ قرآن عظیم کے ان علمی و عقلی دلائل و براہین کو جدید علوم کی روشنی میں مرتب و مدون کر کے نوع انسانی کے لئے ہدایت و رہنمائی کا سامان مہیا کریں تا کہ وہ یا تو راہ راست پر آ جائے یا اس پر خدا کی حجت پوری ہو جائے۔ مگر یہ کام کسی ایک یا دو افراد کے کرنے کا نہیں ہے۔ کیونکہ کوئی اکا دکا شخص تمام علوم وفنون اور تمام مسائل و مباحث پر حاوی نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس عظیم کام کے لئے ایک ٹیم ورک ضروری ہے۔ یعنی ایک ایسی جماعت کی تشکیل جو مختلف علوم وفنون اور تمام سائل و مباحث پر حاوی نہیں ہو سکتا اور کتاب اللہ کی حجت پوری نہیں ہو سکتی۔ یہ کام امت مسلمہ کے ذمہ ایک قرض ہے اور جب تک وہ اس قرض کو ادا نہیں کرتی موجودہ گمراہیوں کا استیصال نہیں ہو سکتا۔ اور مسلمان جب تک اپنا یہ شرعی فریضہ ادا نہیں کرتے وہ عالم انسانی کی گمراہی کے بھی وہی ذمہ دار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے کام بتا دیا اور کام کرنے کا طریقہ بھی بتا دیا لہذا اب انہیں مزید کس چیز کا انتظار ہے؟ یہ ایسا کام ہے جس میں نہ صرف اہل اسلام کی نجات ہے بلکہ خود پورے عالم بشری کے لئے بھی سامان نجات ہے۔ یہ پوری امت مسلمہ کے لئے ایک لمحہ فکریہ ہے۔ وما علینا الا البلاغ